سلسلہ اشاعت امامیہ مشن پاکستان لاہور نمبر ۱۱۶

اہلِ بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مولانا کوثر نیازی صاحب
ایڈیٹر شہاب لاہور

قیمت ۶ پیسے

امامیہ مشن پاکستان لاہور

کے سلسلہ اشاعت کا ایک اور گراں قدر رسالہ "اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امسال محرم ۱۳۸۱ھ کی رعایت سے شائع کرنے کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے۔ یہ مقالہ اس سے پہلے ہفت روزہ رضا کار لاہور میں گذشتہ سال شائع ہو کر قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے

مولانا کوثر نیازی صاحب بلند پایہ خطیب، قادر الکلام شاعر، مایہ ناز ادیب اور شعلہ بیاں مقرر ہونے کی وجہ سے سواد اعظم کے علماء میں ایک ممتاز حیثیت کے حامل ہیں۔ آپ سابق جماعت اسلامی کے جنرل سکریٹری رہ چکے ہیں اس وقت دیگر دینی مصروفیات کے علاوہ ہفت روزہ شہاب لاہور کے اداراتی فرائض بھی آپ ہی سنبھالے ہوئے ہیں۔ ہم آپ کی یہ مختصر تحریر شائع کر کے فخر محسوس کر رہے ہیں۔

اہل بیت رسولؐ کی عظمت سے کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔ یہی وہ پاکیزہ ہستیاں ہیں جن کی محبت خدا و رسولؐ کے واضح احکامات کی روشنی میں ہر ایک پر فرض ہے۔ مولانا ممدوح نے اپنے اس رسالہ میں فضیلت اہل بیت رسولؐ کے مختلف پہلوؤں پر دلچسپ و دلپسند انداز میں اختصار کے ساتھ روشنی ڈالی ہے حمایت اہلبیت میں ایسے حضرات کی کوششیں لائق صد تحسین و آفرین ہیں خدا تعالیٰ اس کی جزائے خیر دے ــ افراد ملت سے استدعا ہے کہ اس کتابچہ کو بھی اپنے حلقہ اثر میں مفت تقسیم کر کے عند اللہ و عند الرسولؐ ماجور ہوں۔

والسلام

جون ۱۹۶۱ء آنریری جنرل سکریٹری

(نعلیمی پریس لاہور)

اہلبیت رسولؑ

خاتم الانبیاء حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس طرح متعدد پہلوؤں میں انبیائے سابقین پر فضیلت دی گئی ہے۔ آپ رہتی دنیا تک کے لئے ایک جامع اور کامل شریعت لے کر آئے۔ آپ کو دنیا بھر کے لئے ہادی مرسل بنا کر بھیجا گیا۔ اور آپ کی امت کو دنیا کی آخری امّت ہونے کا شرف عطا ہوا۔ اسی طرح حضورؐ کو اہلبیت کے معاملے میں بھی پہلے آنے والوں پر مطلق فضیلت حاصل ہے۔ تاریخ کی روشنی میں یہ بات حقیقت ثابتہ کا درجہ رکھتی ہے کہ جو گھر والے اور جس طرح کے گھر والے نبیؐ آخر الزمان کو ملے ویسے اہل بیت کسی کے حصہ میں نہ آسکے حضورؐ کے بعد نبیؐ تو کوئی ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ لیکن نبوّت کے علاوہ ایثار و قربانی شہادت و ولایت اور ایمان و احسان کے جتنے مرتبے ممکن تھے۔ خدا نے آلِ محمدؐ کو اُن پہ فائز کیا۔ اور یہ انہی بلند مراتب کا نتیجہ ہے کہ اہل بیت نبویؐ کا ہر فرد آفتابِ رسالت سے مستنیر نظر

آتا ہے۔ اور گلشن رسالت کا ہر ہر غنچہ شمائل نبوی کی خوشبو سے معطر
جس نے کہا، ٹھیک کہا

شگفتہ گلشن زہرا کا ہر گل تر ہے
کسی میں رنگِ علیؑ ہے کسی میں بوئے رسولؐ

دنیا میں مختلف گھرانے مختلف باتوں کے لیے مشہور و معروف ہیں کوئی گھرانہ علم و فضل کی وجہ سے ممتاز ہے۔ کوئی حکمرانی میں اپنا شریک سہیم نہیں رکھتا۔ لیکن تاریخ شاید ہی کوئی ایسا گھرانہ پیش کر سکے جو بیک وقت علم و فضل، شجاعت و حمیت، حکمرانی و جہانبانی، جود و سخا اور دوسرے فضائل و محاسن کا مجموعہ ہو۔ اس لحاظ سے آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر اگر کوئی خاندان نمونہ اور مثال کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے تو وہ خاندانِ نبوت ہے

نیکی اور خیر میں سبقت کون کرتا ہے یہ بڑا مشکل کام ہے اور اس وقت تو اور بھی مشکل ہو جاتا ہے جب اس کے لیے سبقت کرنے میں دنیا کی مخالفت مول لینی پڑتی ہو۔ مال اور جان کا نقصان برداشت کرنا پڑتا ہو۔ لیکن تم دیکھو گے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کی دعوت پیش فرمائی تو پوری فضا آپ کی مخالف تھی۔ اپنے، بیگانے سبھی اور پورا مکہ آپ کے خون کا پیاسا تھا۔ اس وقت آپ کا ساتھ دینا بچوں کا کھیل نہیں تھا۔ اس وقت ایمان لانا اور اسلام کا دعویٰ کرنا وہ کام تھا جس کے متعلق اقبال نے کہا ہے

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

اس عالم میں جن چند عظیم انسانوں نے حضورؐ کی دعوت پر آمنا وصدقنا کہا۔ اور خود آگے بڑھ کر مصائب و آلام کو گلے لگایا۔ ان میں بھی اس گھرانے کے لوگ پیش پیش تھے۔ والٹیر کا قول ہے کہ کوئی شخص اپنے گھر والوں کا ہیرو نہیں بن سکتا۔ کیوں؟ اس لئے رشتہ داروں، اعزہ اور گھر والوں پر اس کی پوری زندگی آشکارا ہوتی ہے۔ اور دوسرے یہ کہ خاندان والے عموماً یہ پسند نہیں کیا کرتے۔ کہ ان کا کوئی بھائی بند بڑا بنے۔ اور دنیا میں اس کی بڑائی کا پرچم لہرائے۔ بڑے بڑے جلیل القدر انبیاء پر ان کے گھر والے ایمان نہ لائے۔ لیکن یہ ہیرو بھی نرالا تھا۔ اور اس کے گھر والے بھی نرالے تھے کہ محمدؐ کی زبان سے توحید کی اذان بلند ہوئی تو سب سے پہلے آپ کی اقتدار اور پیروی کرنے کے لئے جو لوگ آگے بڑھے ان میں یہی گھر والے پیش پیش تھے ـــ صبر اور استقامت اور خدا کے راستے میں صبر اور استقامت کتنا مشکل ہے اس کا تمہیں اندازہ ہے؟

راہرو راہِ محبت کا خدا حافظ ہے
اس میں دو چار بہت سخت مقام آتے ہیں

لیکن محبت الہٰی کے راستے میں دو چار مقامات کا سوال ہی نہیں۔ یہاں تو ہر قدم پر ایک نیا امتحان اور ایک نئی آزمائش ہے۔ اور رستے کے لئے

شرطِ اول قدم ایں است کہ مجنوں باشی

یہ صبر و استقامت بہت سوں نے دکھائی۔ خدا کی راہ میں قربانی و ایثار کے سنگ ہائے میل کئی نیک بختوں نے گاڑے۔ کئی آروں سے چیرے گئے۔ کئی تپتی ریت اور دہکتے انگاروں پہ جلائے گئے۔ کئی جلا وطن ہوئے لیکن تاریخ کو گواہ بنا کے کہتا ہوں۔ کہ دنیا بھر کے مصائب و آلام کی داستانیں ایک طرف ہوں۔ اور حادثہ کربلا ایک طرف۔ تب بھی حادثہ کربلا کی زہرہ گدازی اور خونچکانی کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ حق یہ ہے کہ حسینؑ ابن علیؑ نے خدا کے راستے میں صبر اور استقامت کا جو معیار قائم کیا ہے وہ ابدالآباد تک روشنی کا مینار بن کر چمکتا رہے گا۔ حق کی راہ میں صبر و استقامت کا مطلب یہ ہے کہ آپ حالات کی ناسازگاری پہ نہ جائیں۔ جبینِ وقت کے تیور نہ دیکھیں۔ ماحول کی خوفناکی پہ نہ جائیں۔ اور جو کچھ ماحول کا تقاضا ہو۔ کر گزریں۔ یہ نہ دیکھیں کہ میرے پاس کتنا سر و سامان ہے، مخالف تعداد میں کم ہیں یا زیادہ۔ زمانے کی ہوا میرے ساتھ ہے یا نہیں۔ محبت کی راہ میں اس طرح سوچنا بذاتِ خود ایک جرم ہے۔ محبت میں ان خطوط پہ سوچا ہی نہیں کرتے عشق عزیمت ہی عزیمت ہے۔ یہاں رخصت کے دامن میں پناہ لینے کی اجازت نہیں ملتی۔ اور دوستو! تم دیکھو گے۔ تو مجھ سے اتفاق کرو گے کہ حسینؑ ابنِ علیؑ نے محبت کی اس شرط کو نبھایا اور اس طرح نبھایا کہ آج ان کا نام محبت اور استقامت کے لئے ضرب المثل بن کر

رہ گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان اس انحطاط اور زوال کے دور میں بہت کچھ بھول گئے۔ لیکن حسینؑ ابن علیؑ کا نام ان کے حافظہ سے محو نہ ہو سکا۔

شوکت شام و فر بغداد رفت
سطوت غرناطہ ہم از یاد رفت
تار ما از زخمہ اش لرزاں ہنوز
تازہ از تکبیر او ایماں ہنوز

حکومتیں قوموں نے چلائی ہیں اور افراد نے بھی۔ بڑے اچھے طریقے اور بڑے اچھے انداز سے چلائی ہیں۔ لیکن اسلام کے پرستاروں کے سوا شاید ہی کوئی دوسرا حکمران اور فرماں روا یہ دعویٰ کر سکے کہ اس کو اقتدار سے محبت نہیں۔ لوگ جان دے دیتے ہیں۔ لیکن آسانی سے کرسی نہیں چھوڑتے۔ مگر اہل بیت نبویؐ کا ایک چشم و چراغ ایسا بھی تھا۔ جس نے حکومت پر قابض ہونے کے باوجود اسے پائے استحقار سے ٹھکرا دیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ میری حکومت کی وجہ سے مسلمان آپس میں ٹکرائیں۔ اور ایک دوسرے سے برسر پیکار رہوں۔ دنیا کتنی ستم ظریف ہے کہ اس بے نفسی کے باوجود اہل بیت پر طلب اقتدار کا الزام لگاتی ہے۔

دنیا میں حکومتیں بہت قائم ہوئی ہیں بڑے اچھے اچھے حکمران گنگئے جا سکتے ہیں لیکن آسمان نے یہ کم دیکھا ہو گا کہ شہنشاہ زمن کی

صاحب زادی آئے۔ باپ کی خدمت میں حاضر ہو کر ہاتھ کے چھالے دکھائے۔ اور کہے کہ اباجی دیکھئے۔ کہ چکی پیستے پیستے ہاتھ میں پڑ گئے ہیں۔ اور دیکھئے پانی کی مشکیں ڈھوتے ڈھوتے میری گردن پر داغ پڑ گئے ہیں۔ اباجی۔ مجھے خادمائیں عطا ہوں۔ اور حضور ارشاد فرماتے۔

"فاطمہ! یہ خادمائیں نہیں مل سکتیں۔ یہ تو مدینے کے غربا اور محتاجوں کے لئے ہیں"

سلام ہو تم پر اے اہل بیت رسولؐ! تم نے محمدؐ کے گھرانے میں ہونے کا حق ادا کر دیا۔ تم نے اپنا خون دے کر گلشن اسلام کی آبیاری کی۔ امت محمدیہ قیامت تک تمہارے احسانات سے سبکدوش نہیں ہو سکتی ہے

